احکامی احادیث کی حفاظت وتدوین کی مساعی

(مستشرقین کے موقف کا ناقدانہ جائزہ)

یاسر عرفات اعوان*

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تشریع اسلامی کا دوسرا مصدر ہے اور قرآن عظیم کی عملی تطبیق ہے جس کی اتباع اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک واجب ہے اور سنت کے علوم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک قرآن کے بعد اشرف العلوم ہیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات اور احوال سے متعلقہ ہیں علمائے اسلام نے ان کے جمع کرنے، سکھانے اور منتقل کرنے اور ان کی تشریح وتوضیح کا خاص اہتمام کیا، ان علوم میں ایک علم سنت نبوی کی فقہی تفسیر ہے جسے احادیث احکام اور ان کی تشریع کے عنوان سے منصۂ شہود پر لایا گیا۔ احکامی احادیث سے مراد وہ احادیث نبویہ ہیں جو عملی شرعی احکام سے تعلق رکھتی ہیں، فقہی وقانونی مواد کی حامل احادیث کو محفوظ ومدون کر کے بعد میں مستقل علم کی صورت دے دی گئی۔ مستشرقین نے عمومی طور (اپنی تحقیقات میں) پر احادیث کو اور خاص طور پر فقہی واحکامی احادیث کو موضوع بحث بنایا۔ راقم نے نصوص کے میدان میں آئمہ مستشرقین کی حیثیت رکھنے والے گولڈ زیہر اور پروفیسر جوزف شاخت کی آراء کو استشراق کی نمائندہ رائے کے طور پر لیا ہے کیونکہ یہی وہ صاحبین ہیں کہ پچھلوں (بعد والوں) نے جن کے نتائج تحقیق کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور بعد والوں پر ان کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

گولڈ زیہر اور فقہی احادیث

معروف مستشرق گولڈ زیہر یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ فقہی واحکامی احادیث اپنی اصل کے اعتبار سے اسلامی نہیں ہیں بلکہ مختلف مقامات سے ماخوذ ومستعار مواد پر دینی رنگ چڑھا کر اسے احادیث کی صورت دے دی گئی گولڈ زیہر لکھتا ہے کہ حدیث نہ صرف غیر اسلامی قوانین اور عادات کی حامل ہے بلکہ دینی وسیاسی نظریات (غیر اسلامی) کو بھی اپنے اندر جذب کیے ہوئے ہے:

For not only Law and Custom, But theology and political doctrine also took the form of Hadith. whatever Islam produced on its own or

* لیکچرار شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

borrowed from the outside was dressed up as Hadith. In such form alien, borrowed matter was assimilated until its origin was unrecognizable. Passages from the old and New Testaments, Rabbinic sayings, quotes from apocryphal Gospels, and even doctrines of Greek philosophers and maxims of Persian and Indian wisdom gained entrance into Islam disguised as utterances of the Prophet.(1)

گولڈز یہر حدیث کو یہودی، مسیحی، یونانی، ایرانی اور ہندی اثرات اور مواد کا حامل مصدر قرار دیتا ہے فاضل مستشرق کی مذکورہ رائے کو تسلیم کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ اسلام کسی نئے دین کا نام نہیں ہے اور پیغمبر اسلام کی سنت وحدیث ماقبل ادیان اور مختلف اقوام وملل کے افکار ونظریات کا مجموعہ ہے۔

منقولہ سطور میں فاضل مستشرق فقہ اسلامی کے دوسرے مصدر کے ڈانڈے اجنبی اور مستعار مواد، عہد نامہ قدیم وجدید کی عبارات، ربیوں کی آراء واقوال، غیر معتبر اناجیل کی روایات، یونانی فلاسفہ کے اعتقادات، اور ایرانی و ہندی دانش کے اصول وکلیات سے ملانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ ان تمام مواقع اور مقامات کی نشاندہی نہیں کرتا جن کا تذکرہ کرتا ہے۔ گولڈزیہر کا دعویٰ مبنی برحقیقت نہیں ہے۔ حدیث رسول قرآنی نص کی توضیح وتشریح ہے جس کا صدور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بیان فرمایا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحی کی روشنی میں بیان فرمایا قرآنی نص اس کی شہادت دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى(۲)

اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں (ان کا کلام تو) تمام تر وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے دہن سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ سنن ابی داود میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔

كُنت أكتب كل شئ أسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم أريد حفظه، فنهتنى قريش، و قالوا: تكتب كل شئ تسمعه و رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر يتكلم فى الغضب والرضاء فأمسكت عن الكتابة فذكرت ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأو مأباصبعه إلى فمه، فقال اكتب فوالذى نفسى بيده ما يخرج من الاحق۔(۳)

میں رسول اکرم ﷺ سے جو کچھ سنتا تھا حفظ کرنے کے لیے اس کو لکھ لیتا تھا، پھر قریش نے مجھ کو منع

کیا اور کہنے لگے کہ تم جو بات سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، غصہ میں بھی کلام فرماتے ہیں اور خوشی میں بھی، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگشت سے اپنے ذہن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمانے لگے کہ تم لکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے بجز حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

مسلمانوں نے رسول اللہ کی احادیث کی حفاظت و تدوین کا جو غیر معمولی انتظام کیا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے گولڈ زیہر کا یہ بیان مصدر فقہ اسلامی کی صحت و حجت پر ضرب لگانے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں دیگر ادیان وملل یا مختلف اقوام کے ہاں اگر مبنی براصابت کوئی اصول یا ضوابط موجود ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ان اصول وقواعد سے مشابہت پائی جاتی ہے تو اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں کیونکہ اسلام حقیقتوں کا حامل دین ہے اور اس نے عالمگیر سچائیوں کو لینے سے کوئی عار محسوس نہیں ہے۔ غور طلب بات ہے کہ اسلام جب عالمگیر اصولوں یا سچائیوں کو بیان کرتا ہے تو ایک خاص پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ کرتا ہے پس اس کو مدنظر رکھ کر آراء قائم کی جائیں تو بہت سارے اعتراضات وجود ہی نہ پاسکیں۔

پروفیسر جوزف شاخت کو فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء اور اس کے مصادر کے بارے میں اپنی تحقیقی آراء کی بناء پر حلقہ استشراق میں نمایاں مقام حاصل ہے پروفیسر شاخت نے فقہ اسلامی کے مصدر ثانی حدیث وسنت پر خصوصی توجہ دی اور اس میں بھی فقہی و قانونی احادیث اس کا مرکزی موضوع رہی ہیں۔ شاخت قانون واحکام سے متعلقہ احادیث کو غیر مستند تصور کرتا ہے وہ لکھتا ہے:

> We shall not meet any legal tradition from the Prophet which can be considered authentic.(4)

اپنے اسی نقطہ نظر کو دہراتے ہوئے دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

> Hardly any of these traditions, as far as matters of religious law are concerned, can be authentic(5)

اس کے بقول قانونی امور سے متعلقہ شاید ہی کوئی حدیث ہو جسے مستند کہا جاسکے۔

پروفیسر جوزف شاخت اور احکامی احادیث

پروفیسر شاخت فقہی احادیث کو مستند نہیں مانتا اسی طرح فقہی و قانونی احادیث کے زمرے میں کون سی احادیث آتی ہیں اور کون سی نہیں آتیں اس بارے میں بھی فاضل مستشرق مخصوص نقطہ نظر کے حامل ہیں عبادات سے متعلقہ احادیث کو فقہی و قانونی تصور نہیں کرتے احکامی و قانونی روایات کے بارے میں اپنے نتائج تحقیق کی بناء پر

شناخت پورے ذخیرہ روایات اور ان کی اسانید پر عدم استناد کی مہر ثبت کر دیتے ہیں جو کہ درست علمی روش نہیں ہے۔ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں:

> Any conclusion about the traditions, their transmission, or the isnad system, etc, based on the study of legal literature would be faulty and unreliable"(6)

احادیث انتقال حدیث اور اسناد کے بارے میں قانونی فقہی ادب کے مطالعہ کی بنیاد پر کوئی حتمی نتیجہ اخذ کرنا ناقص ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست دین سیکھا اور باقاعدہ اس پر اسوہ رسول کی روشنی میں عمل کیا انہوں نے مصادر دین کو محفوظ کرنے کا بھی اہتمام کیا قرآن مجید کی تحفیظ وتدوین کی طرح حدیث وسنت کی حفاظت اور اس کو مدون کرنے پر ساری صلاحیتیں لگائی گئیں تمام موجود وسائل و ذرائع اختیار کیے گئے۔

روایت حدیث میں حزم و احتیاط اور قبول روایت میں چھان بین کا خاص انتظام کیا گیا جسے بعد میں تابعین وتبع تابعین نے بھی اختیار کیا۔احادیث کی صحت واسناد کا التزام کیا گیا۔زمانہ مابعد میں عظیم ذخیرہ احادیث کو آلودہ کرنے کی سعی مذموم کی گئی لیکن آئمہ حدیث نے عرق ریزی اور محنت شاقہ سے ایسا سارا مواد الگ کر کے روایت وحدیث کو اپنی اصلی صورت کے ساتھ محفوظ رکھا حقیقت یہ ہے کہ حفاظت وتدوین کا یہ سارا انتظام عالم تکوین میں طے تھا کہ آخری الہامی پیغام کو اب رہتی دنیا تک کے لیے ذریعہ ہدایت کے طور پر محفوظ بنانا تھا۔اس سارے انتظام وانصرام کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ احادیث غیر مستند ہیں محقق کے غیر معروضی رویے کی نشاندہی کرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں فقہ اور قانون سے متعلقہ اپنے فرمودات تحریر بھی کروائے جس کی متعدد مثالیں ادب احادیث میں موجود ہیں مثلاً حافظ ابن عبدالبر نے ایک روایت نقل کی ہے لکھتے ہیں:

> ”وکتب رسول اللهﷺ کتاب الصدقات والدیات والفرائض والسنن لعمرو بن حزم و غیره“(۷)
>
> رسول اکرم ﷺ نے عمرو بن حزم وغیرہ کے لیے صدقات، دیات، فرائض اور سنن کے متعلق ایک کتاب رقم کروائی تھی۔

اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام نے احادیث کے مجموعے تیار کیے تھے اس حوالے سے ابتدائی کتاب

صحیفہ الصادقہ تھی جو حضرت عبداللہ بن عمرو نے مرتب کی تھی اور یہ عمرو بن شعیب کے پاس موجود تھی شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کان فی نسخة عمرو بن شعیب من الاحادیث الفقهیة التی فیها مقدرات ما احتاج إلیها علماء الاسلام۔(۸)

عمرو بن شعیب کے نسخہ میں فقہی امور سے متعلقہ احادیث موجود تھیں۔

اس صحیفے میں موجود روایات مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں صحابہ کی طرح تابعین کے پاس احکامی احادیث کے نسخے موجود تھے قاضی عامر شعبیؒ کے بارے میں ملتا ہے کہ ان کے پاس احکامی احادیث ایک کتاب کی صورت میں موجود تھیں ان کے شاگرد عاصم ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے امام شعبی کو فقہی احادیث سنائیں اور انہوں نے اجازت مرحمت فرمائی۔

عرضنا علی الشعبی احادیث الفقه فاجازها" (۹)

یہاں دو طبقات سے یہ دو مثالیں ذکر کی گئی ہیں اور ایسی کئی اور مثالیں موجود ہیں اسی طرح خاص طور پر فقیہ اور قاضی کے لیے ضروری تھا کہ وہ احکامی روایات سے واقف ہو ابتدائی احکامی احادیث کے مجموعوں میں ایک اہم مجموعہ امام ابوحنیفہؒ کا ہے جس کا نام کتاب الآثار ہے۔امام صاحب نے احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب کر کے مستقل تصنیف میں ان روایات کو ابواب فقہیہ پر مرتب فرمایا اور یہ اپنی نوعیت کی پہلی کاوش تھی علامہ جلال الدین سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

من مناقب ابی حنیفة التی انفردبها انه اول من دون علم الشریعة و رتبه ابواها، ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطا و لم یسبق اباحنیفة احد۔(۱۰)

امام ابوحنیفہؒ کے انفرادیت کے حامل مناقب میں سے ایک یہ ہے کہ وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب پر اس کی ترتیب کی پھر امام مالک بن انس نے اپنی تصنیف لطیف موطا میں ان ہی کی پیروی کی اور اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں ہے۔

کتاب الآثار کے بعد دوسرا صحیح مجموعہ امام دارالہجرۃ مالک بن انس کی عظیم تصنیف موطا ہے جس میں انہوں نے کتاب الآثار کی اتباع میں احادیث صحیحہ کو مبنائے اول،صحابہ وتابعین کے آثار کو مبنائے ثانی قرار دیا۔موطا بھی فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کی گئی اور اس میں پانچ سو سے زائد فقہی احادیث موجود ہیں۔

جوزف شاخت موطا کی روایات کو بھی غیر مستند قرار دیتا ہے۔(۱۱)

حالانکہ امام دارالہجرۃ نے اخذ روایت میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا حافظ ابن حبان کہتے ہیں:

كان مالك اول من انتقى الرجال من الفقهاء بالمدينة واعرض عمن ليس بثقة فى الحديث و لم يكن يروى الاماصحّ ولا يحدث إلا عن ثقة۔(۱۲)

ابن حبانؒ کے بقول فقہائے مدینہ میں امام مالک وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رواۃ کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقاہت کا حامل نہیں تھا اس سے اعراض کیا، وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ کوئی اور چیز روایت کرتے اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ موطا کی عظمت اور اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الموطا عدة مذهب مالك و اساسه، عمدة مذهب الشافعى و احمد و راسه، و مصباح مذهب ابى حنيفة و صاحبيه و نبراسه، و هذه المذاهب بالنبة للموطا كا لشروح للمتون وهو منها بمنزلة الدوحة مِن الفعون۔(۱۳)

موطا مالکی مذہب کی اساس ہے شافعی اور حنبلی مذہب کا ستون ہے اور مذہب حنفیہ کا چراغ ہے اور ان مذاہب کی موطا سے نسبت شروح کی ہے یعنی موطا متن ہے اور یہ اس کی شروح ہیں۔

امام مالک کے موطا میں صحیح اور مستند روایات کے التزام کا تذکرہ کرتے ہوئے یٰسین دتن لکھتے ہیں:

From everything we know of malik's exactitude and integrity in recording hadith we may safely assume that he would not have recorded any hadith in the muwatta about whose authenticity he had any doubt.(14)

یٰسین ڈتن کے بقول امام مالکؒ نے موطا میں کسی غیر مستند حدیث کو شامل نہیں کیا۔

موطا امام مالک حدیث کی بھی ابتدائی مستقل کتب میں شمار ہوتی ہے اور فقہ و قانون اسلامی کی بھی بنیادی دستاویز قرار دی جاتی ہے گویا حدیث وفقہ کی مسلمہ جامع کتاب ہے لیکن گولڈزیہر اسے صرف فقہ کی دستاویز قرار دیتا ہے اور اسے حدیث کا مجموعہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

It is a corpus juris, not a corpus traditionum.(15)

احکامی احادیث کی تحفیظ و تدوین پر ایک نظر

احکام سے متعلقہ احادیث کو آئمہ حدیث نے خصوصی توجہ سے نوازا احکامی احادیث کے مستقل مجموعے تیار کیے گئے موطا امام مالک کے بعد فقہی احادیث کا ایک ذخیرہ حضرت سفیان بن عیینہ کے پاس تھا وہ احادیث

حضرت سفیانؒ کے شاگرد حمیدی کی مسند میں موجود ہیں۔(۱۶)

اسی طرح حضرت سفیانؒ کی روایات مسند احمد بن حنبل کے اندر بھی موجود ہیں امام شافعیؒ نے بھی سفیانؒ بن عیینہ سے فقہی احادیث حاصل کیں امام صاحب امام مالک اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد تھے اور انہوں نے اپنے ان دو اساتذہ کی روایات کو کتاب الام میں جگہ دی احادیث احکام کی ابتدائی کتب میں المنتقی فی الاحکام شامل ہے جو حافظ عبداللہ بن علی الجارود (۔۳۰۷۔۲۳۰ھ) نے مرتب کی اس میں فقہی ابواب کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا احادیث کی تعداد۱۱۱۴ ہے۔ یہ کتاب بیروت سے چھپ چکی ہے۔

ابتدائی مجموعہ ہائے احکامی احادیث میں قاسم بن اصبغ کا مرتب کردہ مجموعہ بھی شامل ہے جسے بھی المنتقی کا عنوان دیا گیا۔ قاسم بن اصبغ کے بعد حافظ سعید بن عثمان ابن السکن البغدادی (جو بعد میں مصر چلے گئے اور وہیں وفات پائی) نے صحیح المنتقی نامی کتاب مرتب کی جو احکامی روایات کا ایک مجموعہ تھی۔

اس کے بعد احادیث احکام کے مجموعے معروف کتب حدیث سے ماخوذ احکامی احادیث سے تیار کیے گئے۔ اس لیے کہ فقہی و احکامی احادیث دیگر مضامین وعناوین کی حامل احادیث کے ساتھ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ جیسے ذخائر حدیث میں محفوظ کر دی گئی تھیں، معروف کتب احادیث احکام کا تذکرہ ذیل میں مذکور ہے۔

(۱) الاحکام الشریعه، یہ حافظ محمد بن عبدالحق الاشبیلی کا مرتب کردہ مجموعہ ہے جو تین کتابوں (کبری، وسطی اور صغری) پر مشتمل ہے۔

سب سے پہلے علامہ اشبیلی نے الکبری لکھی جس میں روایات احکام کو اسانید کے ساتھ تحریر کیا پھر اس کا اختصار الوسطی کے نام سے تیار کیا جس میں اسانید حذف کر دیں اور بعض روایات کو بھی نکال دیا پھر الوسطی کا اختصار الصغری کے نام سے کیا جس میں ضعیف احادیث کو حذف کر کے صرف صحیح احادیث کو باقی رکھا، وہ لکھتے ہیں۔

تخیرتها صحیحة الإسناد، معروفةً عند النقاد، قدنقلها الاثبات، و تداولها الثقات، اخرجتها من کتب الائمة و هداة الامة.(۱۷)

علامہ عبدالحق اشبیلی نے کسی معین مذہب کی تقلید کے بغیر عمومی اعتبار سے ادلہ فقہ کو جمع کیا ہے الاحکام الشرعیۃ الصغری کی متعدد شروح بھی لکھی گئی ہیں شروح لکھنے والے علماء میں محمد بن احمد بن مرزوق التلمانی المالکی (ت۷۸۱م) محمد بن عمرو بن المرحل الشافعی (ت ۷۱۶ھ)، عبدالعزیز بن ابراہیم بن بزیزۃ (ت۶۶۲ ھ)، عبدالعزیز بن خلف بن ادریس السلم الشاطبی (ت۶۶۲ ھ) شامل ہیں۔

(۲) الاحکام الکبری اور عمدۃ الاحکام، حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی (۶۰۰ھ) کی

مرتب کردہ کتب ہیں حافظ ذہبی نے لکھا ہے صاحب الاحکام الکبریٰ والصغری (صغری سے مراد عمدۃ الاحکام ہے)۔(۱۸)

اس کتاب میں حافظ مقدسی نے صرف ان احادیث احکام کو جمع کرنے پر اکتفا کیا ہے جو صحیحین میں موجود ہیں انہوں نے اس کتاب میں روایات کی اسناد کو حذف کر دیا ہے فقہی ابواب پر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔ذیل میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ تیسیر المرام فی شرح عمدۃ الاحکام، ابوعبداللہ التلمسانی المالکی نے یہ شرح پانچ جلدوں میں تحریر کی۔

☆ الاعلام فی شرح عمدۃ الاحکام، یہ شرح سراج الدین عمر بن علی بن الملقن نے تحریر کی۔

☆ عُدۃ الحکام شرح عمدۃ الاحکام، یہ شرح ابو طاہر مجد الدین الفیر وزآبادی الشیرازی نے لکھی۔

☆ عُدۃ الحکام شرح عمدۃ الاحکام، یہ تاج الدین علوی الحسینی کی لکھی شرح ہے۔

☆ احکام الاحکام فی شرح عمدۃ الاحکام، یہ شرح شیخ عماد الدین ابن الاثیر الحلبی الشافعی کی لکھی شرح ہے۔

(۳) دلائل الاحکام من احادیث الرسول علیہ الصلاۃ والسلام۔ یہ کتاب بہاالدین یوسف بن رافع (ابن شداد کے نام سے مشہور ہے) کا انتخاب ہے ابن شداد نے احادیث کی سندوں کو حذوف کر کے روایات ذکر کی ہیں فقہی کتب کی ترتیب پر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔احادیث کا انتخاب مختلف کتب حدیث سے کیا گیا ہے جیسے موطا مالک، مسند احمد، صحاح ستہ، سنن دارقطنی اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ۔

(۴) المنتقی من اخبار المصطفی، عبدالسلام ابن تیمیہؒ نے اس کتاب کو تیار کیا اس میں ۵۰۲۰احادیث ابواب فقہیہ کی ترتیب پر موجود ہیں اور یہ احادیث احکام پر مطبوع کتب میں سب سے بڑی کتاب شمار ہوتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس کتاب کے لیے صحیحین، مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابوداود، ابن ماجہ سے احادیث کا انتخاب کیا۔المنتقی کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔

معروف محدث اور فقیہ علامہ محمد بن احمد الہادی المقدسی نے اس کتاب پر تعلیق کا آغاز کیا تھا لیکن اس کو مکمل نہ کر سکے علامہ احمد بن حسن قاضی الجبل نے قطر الغمام فی شرح احادیث الاحکام کے نام سے المنتقی کی شرح لکھی لیکن وہ بھی اسے مکمل نہ کر سکے۔سراج الدین عمر بن الملقن الشافعی نے بھی ایک شرح کا آغاز کیا لیکن اتمام نہ کر سکے۔المنتقی کی سب سے زیادہ مشہور شرح جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول و انتشار سے نوازا محمد بن علی الشوکانی

الیمنی کی لکھی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ہے۔

(۵) الخلاصة فی احادیث الاحکام، ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووری الشافعیؒ نے یہ کتاب مرتبہ کی۔

(۶) الامام باحادیث الاحکام اور الالمام باحادیث الاحکام، یہ دونوں کتب تقی الدین محمد بن علی بن دقیق العید المالکی الشافعی کی مرتب کردہ ہیں دوسری کتاب پہلی یعنی الامام کا اختصار ہے۔ ابن قدامہ المقدسیؒ نے الامام کی تلخیص تیار کی تھی جس کا نام المحر رتھا۔ اس کی متعدد شروحات بھی لکھی گئیں اس کی ایک شرح محمد بن ناصر الدین الدمشقی نے کی۔

(۷) الاحکام الکبری۔ حافظ محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی کی مرتبہ کردہ کتاب ہے۔ اس کتاب کے بارے میں تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

(۸) تحفة المحتاج الی ادلة المنهاج اور البلغة فی احادیث الاحکام، یہ دونوں تالیفات عمر بن احمد بن الملقن الشافعی کی ہیں تحفۃ المحتاج کے مقدمے میں ابن ملقن ذکر کرتا ہے کہ وہ اس کتاب میں صحیح یا حسن حدیث ہی کا انتخاب کرے گا۔

تحفۃ میں احادیث کی تعداد ہے شیخ ابن ملقن نے تحفۃ المحتاج کا اختصار بھی خود تیار کیا اور اسے البلغۃ فی احادیث الاحکام کا نام دیا اور اس اختصار میں صرف صحیحین کی روایات کو لیا۔

(۹) تقریب الاسانید و ترتیب المسانید، حافظ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی نے یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی اور خود ہی اس کی شرح طرح التثریب فی شرح التقریب لکھنے کا آغاز کیا لیکن اسے مکمل نہ کر سکے بعد میں ان کے بیٹے حافظ ابوزرعۃ ولی الدین احمد بن عبدالرحیم نے آٹھ جلدوں میں مکمل کیا۔

(۱۰) بلوغ المرام من ادلة الاحکام، حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی نے اسے مرتب کیا۔ احکامی احادیث کے ذخائر میں یہ کتاب بڑی شہرت کی حامل ہے۔ اس میں پندرہ سو کے قریب احادیث فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کی گئیں ہیں اس میں ابن حجر عسقلانی حدیث کے مخرج کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن سند حذف کر دیتے ہیں۔ بلوغ المرام کی متعدد شروحات تحریر کی گئی ہیں۔ چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

☆ البدر التمام شرح بلوغ المرام، یہ شرح حافظ حسین بن محمد المغربی نے کی اور پھر خود ہی اس شرح کا اختصار بھی تحریر کیا اور اس میں بڑے قیمتی نکات کا اضافہ کیا۔

☆ سبل السلام، یہ وقیع شرح محمد بن اسماعیل الحسنی الصنعانی نے تحریر کی، عالم اسلام میں اس شرح سے بہت زیادہ استفادہ کیا گیا۔

احادیث احکام کی مشہور کتب کا تذکرہ پیش کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ علمائے علم حدیث نے دور صحابہ ہی سے اس طرف خصوصی توجہ دی اور پھر تابعین و تبع تابعین نے اپنے پیش رووں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فقہ و احکام سے متعلقہ روایات کو اہتمام کے ساتھ محفوظ بنایا بعد کے ادوار میں علماء نے روایات احکام کے جمع و تالیف اور تہذیب و تحقیق کے شاندار کارنامے سرانجام دیئے جس کا ثبوت مذکورہ ذخائر حدیث ہیں ان ذخائر کے علاوہ حدیث کی امہات الکتب میں احکامی احادیث کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

پروفیسر شاخت احکامی احادیث کے بارے میں کی گئی ان عظیم کاوشوں کونظر انداز کرتے ہوئے بہ یک سطر اپنی رائے دے دیتا ہے کہ فقہ و قانون سے متعلق ایک بھی روایت مستند نہیں ہے فاضل مستشرق کا یہ رویہ اس کی علمی سطحیت کا پتہ دیتا ہے۔

گولڈزیہر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پروفیسر جوزف شاخت اہل الرائے اور اہل الحدیث کو باہم متخاصم مکاتب فکر کے طور پر متعارف کرواتا ہے جن میں اختلافات شدید نوعیت کے تھے۔ اہل الرائے حدیث کی بجائے اپنی ذاتی آراء کو بنیادی اہمیت دیتے تھے پھر ان کے ردعمل میں محدثین کی تحریک نے جنم لیا شاخت لکھتا ہے۔

> The movement of the traditionists,the most important single event in the history of Islamic law in the secod century of the hijra, was the natural outcome and continuation of a movement of religiously and ethically inspired opposition to the ancient schools of law.(19)

شاخت یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ اہل الرائے کے مقابلے میں محدثین یہ چاہتے تھے کہ فقہ و اصول فقہ پر منقول احادیث کو غالب رہنا چاہئے اس لیے انہوں نے روایات وضع کرنا شروع کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ روایات معتبر رواۃ اور غیر منقطع بندوں کے ذریعے پہنچی ہیں وہ لکھتا ہے:

> The traditionists produced detailed statements or 'Traditions' which claimed to be the reports of ear-or eye witnesses on the words or acts of the prophet, handed down orally by an uninterrupted chain (Isnad) of trustworthy persons.(20)

اس کے بقول محدثین کی مذکورہ سرگرمی کو قدیم فقہی مذاہب کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا فاضل مستشرق لکھتا ہے:

> Initially the ancient schools of law, the medinese as well as Iraqians, offered strong resistance to the disturbing element represented by the traditions which claimed to go back to the prophet.(21)

پروفیسر شاخت محدثین اور فقہاء میں باہمی چپقلش اور عدم اعتماد کا منظر دکھاتا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس کا یہ سارا منظر خود ساختہ اور وضع کردہ ہے اس کی تحریروں کا جائزہ لینے سے ایک اہم اور بڑی بنیادی خامی آشکار ہوتی ہے کہ وہ پیشگی نتائج تک پہنچنے کے لیے ایک نظریہ قائم کرتا ہے اور پھر متضاد مثالیں دے کر مطلوبہ نتائج اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ علمی و تحقیقی اصولوں کے مطابق کسی نتیجہ تک پہنچنے کے لیے پیش کردہ دلائل میں ہم آہنگی کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً پروفیسر شاخت نے دعویٰ کیا کہ متکلمین کے علاوہ تمام قدیم فقہی مذاہب نے حدیث کی سختی سے مخالفت کی تاکہ یہ نیا عنصر ان کی فقہ پر زیادہ اثر انداز نہ ہو سکے وہ لکھتا ہے:

> Traditions from the Prophet had to overcome a strong opposition on the part of the ancient schools of Law, let alone the ahl A--Kalam, before they gained general acceptance.(22)

ایک دوسری جگہ پر شاخت جب وضع حدیث کے آغاز کے حوالے سے بات کرتا ہے تو کہتا ہے:

> The best way of proving that a tradition did not exist at a certain time is to show that it was not used as a legal argument in a discussion which would have made reference to it imperative if it had existed.(23)

شاخت کہتا ہے کہ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ کون سی حدیث کس زمانے میں سرے سے موجود ہی نہ تھی تو اس کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس دور کے فقہا نے اپنی مباحث میں اس کا حوالہ دیا ہے کہ نہیں اگر وہ اس حدیث کا حوالہ نہیں دیتے تو سمجھ جائیے کہ یہ حدیث اس دور میں ناپید تھی۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ پروفیسر شاخت محدثین اور فقہا کے درمیان شدید مخالفت کا تذکرہ کرتا ہے، فقہاء کو حدیث کا مخالف قرار دیتا ہے تو ایسی صورت میں فقہاء حدیث کا حوالہ کیوں دیں گے اور اگر اپنی مباحث میں محدثین کی حدیثوں کو استعمال کرنا فقہا کے لیے ضروری تھا تو حدیث کی مخالفت کا قصہ چہ معنی دارد۔

پروفیسر شاخت کی فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء کے حوالے سے کی گئی تحقیقات ایسی کئی اغلاط کی حامل ہیں فقہا کے بارے میں رائے دیتے ہوئے شاخت ان کے اس اعتراف کو درخورا عتنا نہیں سمجھتا کہ وہ حدیث نبوی کے پابند ہیں اور قرآن مجید کے بعد ان کا مرجع حدیث نبوی ہے وہ ان کے اس اقرار پر توجہ نہیں دیتا وہ نوے فی صد ایسے مسائل سے صرف نظر کرتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہاء نے ان مسائل میں احادیث نبویہ سے استدلال کیا ہے اور اگر کسی معترض نے کسی فقیہ کے بارے میں کہہ دیا کہ اس مسئلے میں فقیہ نے حدیث کو قبول نہیں کیا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے اور اسے اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ گویا سو فی صد مسائل اسی طرح کے ہیں۔ فاضل مستشرق کا یہ تحقیقی

اسلوب اس کی عدم دیانت کی نشاندہی کرتا ہے اسی طرح شاخت نے اپنے دعویٰ وضع حدیث کو ثابت کرنے کے لیے اپنی معروف تصنیف The Origins of Muhammadan Jurisprudence کے دوسرے باب میں چوبیس احکامی وفقہی احادیث ذکر کی ہیں مذکورہ احادیث میں سے صرف دس فقہی نوعیت کی ہیں چھ احادیث سرے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی نہیں ہیں جبکہ تیرہ احادیث عبادات سے تعلق رکھتی ہیں جو فاضل مستشرق کے تصور کے مطابق فقہی و قانونی نوعیت کی نہیں ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پروفیسر شاخت اپنے مطلوبہ نتائج کے حصول کے لیے دلائل اور ان کی صحت اور استناد کی بھی پرواہ نہیں کرتا بس وہ تو پہلے سے طے شدہ نتائج اخذ کرنا چاہتا ہے اس کا یہ طرز عمل واضح کرتا ہے کہ اپنی تحقیقات کے ذریعے وہ حقائق تک رسائی کا خواہاں نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد وحید اسلام کو فقہ و قانون کے میدان میں ناقص و کمزور ثابت کرنا ہے اور مصادر اسلام کے بارے میں تشکیک کے بیج بونے ہیں تاکہ اسلام کو ایک ناکارہ اور ناکام دین کے طور پر پیش کیا جائے۔

خلاصۂ بحث

احکامی وفقہی احادیث کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نظر کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوئی کہ وہ پہلے ایک نظریہ یا نقطہ نظر قائم کر لیتے ہیں اور پھر اس کے اثبات کے لیے دلائل کے درپے ہو جاتے ہیں وہ دلائل کی صحت و درستی حتی کہ ان کے باہمی تضاد پر بھی توجہ نہیں دیتے فقہ واحکام سے متعلقہ احادیث کے بارے میں مستشرقین کی آراء میں سطحیت پائی جاتی ہے محدثین اور فقہاء کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے علمائے استشراق براہ راست ان کی کتب کا مطالعہ کرنے کی بجائے، ان کے موقف اور دلائل کا جائزہ لینے کی بجائے ان کی مخالف آراء کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور ان کی دستیابی پر انہیں اپنی علمی وتحقیقی مباحث کی بنیاد بناتے ہیں فقہی واحکامی احادیث کے بارے میں آئمہ اسلام کی گئی کاوشوں کا ایک جائزہ پیش کیا گیا جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں نے احادیث کی حفاظت و تدوین اور انتقال کا غیر معمولی انتظام کیا جس سے ذخیرہ حدیث کے ناقص و آلودہ ہونے کا شائبہ تک نہ رہا۔

حوالہ جات وحواشی

(1) Goldziher, Ignaz, Introduction ot Islamic Theology and Law,New Jersey, Princetion University Press,1981, p.40

(۲) النجم۵۳:۳۔۴

(۳) سنن ابی داود، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم (۳۶۴۶)،۳/۳۱۸

(4) Schacht, Joseph, The Origins of Muhammadan Jurisprudence, Oxford. Clarendon Press, 1959, p.149

(5) Schacht, Joseph, An introduction to Islamic law, Oxford, Clarendon Press 1982,p.34

(6) Azami, Mustafa, Studies in early hadith literature, Berut, Al-Maktab-Al-Islami 1968, p.222

(۷) ابن عبدالبر، الاندلسی، جامع بیان العلم و فضله، (باب ذکر الرخصة فی کتاب العلم حدیث: ۳۹۲)، المملكة العربية السعودية، دارابن الجوزی، ص:۳۰۳

(۸) ابن تیمیة، مجموع الفتاوی، الریاض، عالم الکتب، طبعة سنة: ۱۹۹۱ م، ۱۸/۸۔۹۔

(۹) البسوی، المعرفة والتاریخ، (تحقیق اکرم ضیاء العمری) المدینة المنورة، الدار، طبعة الاولی سنة: ۱۹۸۹م، ۲/۸۲۶

(۱۰) سیوطی، جلال الدین، تبییض الصحیفة بمناقب ابی حنیفة، (تحقیق محمود محمد محمود) بیروت، دارالکتاب العلمیة، الطبعة الاولی: ۱۹۹۰م، ص:۱۱۹

(11) Schacht, Joseph, The Origins of Muhammadan Jurisprudence,p.149

(۱۲) سیوطی، جلال الدین، تزیین الممالك بمناقب الامام مالك، مصر، طبع خیریه ۱۳۲۵ھ، ص۴۴

(۱۳) مالک بن انس، الموطا، (صححه، و رقمه، و خرج احادیثه، و علق علیه، محمد فواد عبدالباقی) بیروت، داراحیاء التراث العربي، ل۔ت، مقدمه (ح)

(14) Yasin-Dutton, The Origins of Islamic Law, New Delhi, Lawman India Private Limited, p.173,

(15) GoldZiher, Ignaz, Muslim Studies,Edited by S.M. Stern, Translated from German by C-R- Barber & S.M. Stern, Albany, State University of New York Press,1971,vol.2 p.198

(۱۶) الحمیدی، ابوبکر عبداللہ بن زبیر، مسند الحمیدی، تحقیق حبیب الرحمٰن الاعظمی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ

(۱۷) الاشبیلی، ابومحمد عبدالحق، الاحکام الشرعیۃ الصغری، تحقیق ام محمد بنت احمد الہلیس، القاہرہ، مکتبۃ ابن تیمیۃ، الطبعۃ الاولی:۱۹۹۳م، ۱/۱۷

(۱۸) ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء: بیروت، طبعۃ تاسعۃ، سنۃ:۱۹۹۳م، ۲۱/۴۴۴

(19) Schacht, Joseph, An Introduction to Islamic Law, p.34

(20) Ibid

(21) Ibid, p.35

(22) Schacht, Joseph, The Origins of Muhammadan Jurisprudence, p.57

(23) Ibid,p.140

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆